

إِرَاءَةُ الرَّوْحَةِ الْقُصْرَةِ فِي مَعْنَى "أَعْلَى حَضْرَةِ"

بِعَام



امام احمد رضا كو

# اعلى حضرت

كلهنا كيسا؟

مصنف

ابو الحقائق مفتي راشد علي رضوي عطاري

مكتبة البرهان



إِرَاءَةُ الرَّوْحَةِ الْقُصْرَةِ فِي مَعْنَى "أَعْلَى حَضْرَةِ"

بِعَام



امام احمد رضا كو

اعلى حضرت

كهنه كيسا؟

مصنف

ابوالحق مفتي راشد علي رضوي عطاري

مكتبة البرهان

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لقب "اعلیٰ حضرت" سے متعلق چند شبہات کے جوابات

إِرَآءَةُ الرَّوْضَةِ النَّضْرِ فِي مَعْنَى "أَعْلَى حَضْرَةٍ"

بنام

**امام احمد رضا کو "اعلیٰ حضرت" کہنا کیسا؟**

مصنّف

ابو الحقائق مفتی راشد علی رضوی عطاری

**مکتبہ بُرہان**

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب: **إِرَاءَةُ الرَّوْضَةِ النَّضْرَةِ فِي مَعْنَى "أَعْلَى حَضْرَةِ"**

بنام **امام احمد رضا کو "اعلیٰ حضرت" کہنا کیسا؟**

مصنف: **ابو الحقائق مفتی راشد علی رضوی عطاری**

صفحات: **45**

سن اشاعت: **رجب المرجب 1445ھ، مطابق جنوری 2024ء**

ناشر: **مکتبہ بُرہان**

# فہرست

نمبر شمار	مشمولات	صفحہ
1	انتساب	5
2	امام احمد رضا کو "اعلیٰ حضرت" کہنا کیسا؟	6
3	اعلیٰ حضرت سے بُغض و تعصُّب اور عناد کی وجہ	8
4	بُغض و تعصُّب کے منفی اثرات	9
5	"اعلیٰ حضرت" کہنے پر اعتراض کی حقیقت	12
6	لقب کا معنی	13
7	لقب کی قسمیں	15
8	"حضرت" کا معنی	16
9	"اعلیٰ حضرت" کا معنی	17
10	القابات سے متعلق چند اہم باتیں	17
11	امام احمد رضا کو "اعلیٰ حضرت" کہنا کیسا؟	20
12	"اعلیٰ حضرت" کے لقب سے متعلق صدر الشریعہ کا فتویٰ	21
13	لفظ "اعلیٰ حضرت" سے متعلق چار (4) سوالات و جوابات	23

31	اسلاف و اخلاف کے القابات پر ایک نظر	14
31	اسلاف و اخلاف کے القابات کی دس (10) مثالیں	15
43	منقبتِ اعلیٰ حضرت	16



## انتساب

حقیر سراپا تقصیر اپنی اس آدنی سی کاوشِ إِزَاءَةُ الرَّوْضَةِ النَّضْرَةِ فِي مَعْنَى "أَعْلَى  
حَضْرَةِ" کا انتساب آفتابِ قادریّت، مہتابِ رضویت امیرِ اہلسنت حضرت  
علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیۃ  
کو کرتا ہے، جن کے دامنِ کرامت سے وابستہ ہو کر حقیر نے فیضِ رضا پایا  
ہے۔

تم کو ہے بُرہاںِ ملا فیضِ رضا  
ہو مریدِ حضرتِ عطارِ تم

سُکِ دَرْ گاہِ اعلیٰ حضرت  
ابو الحقائق راشد علی رضوی عطاری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## إِرَاءَةُ الرَّوْضَةِ النَّضْرَةِ فِي مَعْنَى "أَعْلَى حَضْرَةٍ"

بنام: **امام احمد رضا کو "اعلیٰ حضرت" کہنا کیسا؟**

چودھویں صدی ہجری میں عالم اسلام کی مشہور شخصیات میں ایک روشن اور درخشندہ نام شیخ الاسلام والمسلمین، مجدد و اعظم، امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا بھی ہے۔ اللہ رب العزت نے آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو کثیر خوبیوں، صلاحیتوں اور اوصاف کا جامع بنایا ہے، جن کا اظہار آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے کلام اور تحقیقات وغیرہ سے ہوتا ہے۔ علوم شرعیہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی کمال درجے کی مہارت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے دور سے لے کر آج تک کے مُصَنِّفِ مَزَاجِ فقہائے کرام آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی فقہی تحقیقات اور قرآن و حدیث میں بیان کردہ شرعی احکامات کی تشریحات کو دیکھ کر اس بات کا اعتراف اور اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خصوصی عنایتوں سے امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فقہائے اُمت کے درجات میں سے تیسرے درجے (یعنی "مجتہد فی المسائل" کے درجے) پر فائز ہیں۔ یہ بات صرف عقیدت کی بنیاد پر یا مبالغہ آرائی کے طور پر نہیں ہے، اہل تحقیق و انصاف اگر تعصب کی عینک



اُتار کر اور غیر جانبدار ہو کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کی تصانیف بالخصوص "جَدُّ الْمُمْتَار" اور "الْعَطَايَا النَّبَوِيَّةُ فِي الْفَتَاوَى الرَّضَوِيَّةِ" المعروف فتاویٰ رضویہ کے اوراق کا مطالعہ کریں تو اُن پر یہ حقیقت بالکل واضح اور آشکار ہو جائے گی کہ امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ خُدا کے فضل و کرم اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نظر عنایت سے فقہت کے میدان میں "مجتہد فی المسائل" کے منصب پر فائز ہیں۔

فقہی تحقیقات کے ساتھ ساتھ اگر بات کی جائے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کی تجدیدی خدمات کی، تو آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ نے اپنے دور میں اُٹھنے والے ایک ایک فتنے کا علمی تعقُب فرمایا۔ فتاویٰ، رسائل، تصانیف، بلکہ اشعار کی صورت میں بھی فتنوں کا زبردست مقابلہ کرتے ہوئے اہل فتن کے مکروہ چہروں کو بے نقاب فرمایا اور اسلام و سُنَّیت کے نکھرے ہوئے چہرے کو زمانے کے سامنے مزید ظاہر فرمایا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کے رسائل اور کتابوں میں سے ایک بڑی تعداد رُوِ بد مذہبوں کے تحت مختلف موضوعات پر مشتمل ہے۔ چودھویں صدی ہجری میں برصغیر کے خطے میں اسلام و سُنَّیت کے خلاف اُٹھنے والا وہ کونسا فتنہ ہے، جس کا علمی تعقُب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ نے نہیں فرمایا۔ اس بات کا حقیقی ادراک اُسی شخص کو ہو سکتا ہے جو امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کی کتابوں سے مُمَارست

رکھتا اور رضویات کے خوش نما آؤراق کا مطالعہ کرتا ہے۔ الغرض! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنے دور میں اسلام و سُنَّیت کے خلاف اٹھنے والے درجنوں فتنوں کا علمی تعقُّب فرما کر اُن کا رَوِّ بلیغ فرمایا اور ایک ایک کر کے اُن فتنوں کو دفن فرمایا اور تن تنہا وہ تجدیدی کام کر دکھایا کہ شاید کئی علماء و محققین مل کر بھی وہ کام نہ کر پاتے۔ الغرض! امام اہلسنّت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ہند کی سر زمین پر کئی مجددِ دین کا کام تن تنہا کر دکھا، اسی لیے علمائے کرام آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو صرف مجدد ہی نہیں، بلکہ "مجددِ اعظم" کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

### اعلیٰ حضرت سے بغض و تعصُّب اور عناد کی وجہ

شیخ الاسلام و المسلمین، مجددِ اعظم، امام اہلسنّت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے چونکہ اسلام و سُنَّیت کے دشمنوں کے مکروہ چہروں کو بے نقاب فرمایا ہے، دلائل شریعہ کی روشنی میں اپنے قلم کے ذریعے ان کے فتنوں کا رَوِّ بلیغ فرمایا ہے، اور ان کے تمام واروں کو ناکام بنایا ہے، اسی وجہ سے ہر گمراہ فرقہ اور دھڑا اس مردِ قلندر اور مجاہدِ اعظم کے خلاف ہرزہ سرائی کرتا ہوا سنائی دیتا ہے۔ باطل پرست افراد تحریر اور تقریر کے ذریعے امام اہلسنّت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی شان میں تنقیص کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ خود بھی اس بات کو محسوس فرماتے

تھے اور آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس بات کو اپنے شعر میں بھی منظوم فرمایا ہے کہ:

**مُنِيتُ سَے کھٹکے سب کی آنکھ میں**

**پھول ہو کر بن گئے کیا غار ہم<sup>(۱)</sup>**

شمس المصنفین، فیضِ ملت، مفسرِ اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس شعر کی تشریح یوں فرماتے ہیں کہ: "مسکِ حق اہل سنت سے وابستگی کی وجہ سے اعدائے اسلام (اسلام کے دشمنوں) کی آنکھ میں ہم چھ رہے ہیں یعنی بُرے لگ رہے ہیں اسی وجہ سے وہ ہمیں سخت اذیتیں بھی پہنچاتے ہیں درحقیقت ہم ہیں، تو حق پر پھول گلاب کی طرح روحانی اور محبوب مخلوق لیکن بظاہر دشمنوں کی تکالیف پہنچانے اور پریشان کرنے کی وجہ سے ذلت کا سامنا کیوں ہے۔" (۲)

## **بُغْض و تَعَصُّب کے منفی اثرات**

یہ ایک دیکھی بھالی حقیقت ہے کہ انسان کو جب کسی شخص سے تعصب<sup>(۳)</sup> ہو جائے تو پھر اس کا کمال بھی متعصب کی آنکھ میں عیب بن جاتا ہے۔ شیخ الاسلام

1: حدائق بخشش، صفحہ 84، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ۔

2: الحقائق فی الحدائق، جلد 2، صفحہ 75، مطبوعہ: اکبر بک سیلرز، لاہور۔

3: تعصب: حق ظاہر ہو جانے کے بعد بھی حق بات سے انکار کرنا، بغض۔



والمسلمین، مجید و اعظم، امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ  
تعصب کے منفی اثرات کا بیان یوں فرماتے ہیں کہ "اَلتَّعَصُّبُ اِذَا تَمَلَّكَ اَهْلَكَ."  
(4) (یعنی سچ یہ ہے کہ تعصب آدمی کو آندھا اور بہرا کر دیتا ہے۔)

یک اور مقام پر فرماتے ہیں: "تعصب آدمی کو آندھا بہرا کر دیتا ہے۔" (5)  
تعصب کی آگ میں جلنے والا شخص سامنے والے کو ہر طرح سے ضرر اور نقصان  
پہنچانے کی کوشش میں رہتا ہے اور خواہ مخواہ میں بچھو بن کر ڈنک مارتا رہتا ہے۔ اگر  
سب کے سامنے مخالفت کرنے کی ہمت نہ رکھتا ہو تو خفیہ طور پر چالیں چلتا رہتا ہے۔  
چنانچہ امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اِسی حقیقت کو  
بیان فرماتے ہیں کہ: "تعصب وہ شئی ہے کہ خواہی نخواہی آدمی نیشِ عُقرب  
(بچھو کا ڈنگ) ہو کر بتقاضائے طبع ایذا و اضرار پر کمر کستا ہے اور جہاں تک بَن پڑے  
شفاق و خلاف کو دوست رکھتا ہے، اگر علانیہ نہ ہو سکے تو خفیہ ہی کوئی بات کر گزرے  
اور آپ ہی آپ دل میں ہنس لے۔" (6)

لہٰذا کریم ہمیں تعصب جیسی بیماری سے محفوظ رکھے؛ کیونکہ یہ بیماری جب کسی کو  
لگتی ہے تو پھر آسانی سے جان نہیں چھوڑتی۔ امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا

4: فتاویٰ رضویہ، جلد 28، صفحہ 340، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

5: فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 489، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

6: فتاویٰ رضویہ، جلد 6، صفحہ 694، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ "فتاویٰ رضویہ" میں ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ: "جنون و تعصب کا علاج کسی کے پاس نہیں۔" (7)

شیخ الاسلام والمسلمین، مجددِ اعظم، امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے بُغْض و تَعَصُّب اور مذہبی منافرت رکھنے والے بد عقیدہ افراد تعصب کی آگ میں جلتے ہوئے مختلف طریقوں سے بُغْضِ رضا کا اظہار کرتے ہیں۔ بُغْضِ اعلیٰ حضرت کے کچھ مریضوں کو امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کیلئے "اعلیٰ حضرت" کا لقب استعمال کیا جانا اچھا نہیں لگتا۔ اگر اس طرح کے افراد کے عقائد و نظریات کو تفتیش کی نظر سے دیکھ جائے تو معاملہ بالکل واضح جاتا ہے کہ وہ عقائد و ضروریاتِ مذہبِ اہلسنت سے انحراف یا بغاوت کیے ہوئے ہوں گے۔ "اعلیٰ حضرت" کا نام ہر ایسے شخص کیلئے موت کی طرح تلخ ہوتا ہے جو عقائدِ اہلسنت سے انحراف اور بغاوت کرنے والا ہو۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو بُرا بھلا کہنے والا یا آپ کے القابات و تحقیقات کے حوالے سے ہلکی اور رقیق باتیں کرنے والا شخص گویا زبانِ حال سے یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ ہوشیار۔۔۔ خبردار۔۔۔!! زال میں کچھ کالا ہے۔۔۔، مجھے چودہ صدیوں کے اکابرینِ اُمت کے حقیقی ترجمان امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے القابات اور مناقب سُن کر تکلیف ہوتی ہے، لہذا چودہ صدیوں میں اُمت کا جو عقیدہ رہا ہے اُس کو معیار بنا کر میرے عقائد و نظریات کی

تفتیش اور چھان پھٹک کر لو۔ میرا حال کچھ ایسا ہی ہو گیا ہے جسے امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے شعر کی صورت میں بیان فرما دیا تھا کہ

عونا جنگل رات آندھیری چھائی بدلی کالی ہے

سونے والو! حبا گئے زہیو چوروں کی رکھوالی ہے<sup>(8)</sup>

## "اعلیٰ حضرت" کہنے پر اعتراض کی حقیقت

کنافِ عالم میں شرق سے لے کر غرب تک در غرب و عجم میں مسلمانوں کے سوا اِعْظَم "اہلسنت و جماعت" کے بڑے بڑے علماء، فقہاء، محققین اور دیگر خواص و عوام امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو "اعلیٰ حضرت" کے لقب سے جانتے اور پہچانتے ہیں۔ لیکن بُغْضِ رضا کے کچھ بیماروں کو یہ لقب ہضم نہیں ہوتا، ان کو اس سے بڑی تکلیف اور دقت ہوتی ہے۔ اگر پوچھا جائے کہ امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو "اعلیٰ حضرت" کہنے سے آپ کو دقت اور تکلیف کیوں ہوتی ہے؟ تو جو ابا یہ بے بنیاد اور فاسد دلیل پیش کی جاتی ہے کہ ہم صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْنَ کے ناموں کے ساتھ صرف "حضرت" کہتے اور دیکھتے ہیں، مثلاً حضرت ابو بکر، حضرت علی، حضرت بلال وغیرہ۔ لیکن جب امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا ذکر آئے تو ان کو "اعلیٰ حضرت" کہا اور لکھا جائے۔۔۔ اس وجہ سے ہمیں بہت



"تکلیف اور دقت محسوس ہوتی ہے۔ صحابہ و اہلبیت کے نفوسِ قدسیہ صرف "حضرت"۔۔۔، اور امام احمد رضا خان "اعلیٰ حضرت"۔۔۔!!"

اللہ اکبر کبیرا! کتنی شاندار اور جاندار دلیل ہے!! اگر عقل و نقل کے تمام اصولوں سے چند لمحوں کیلئے صرفِ نظر کر کے اس "جاندار دلیل" کو مان لیا جائے پھر تو معاذ اللہ! عالمِ اسلام کی تمام ہستیوں کے القابات اس "جاندار دلیل" کی زد میں آجائیں گے۔ سطور ذیل میں اس اجمال کی کچھ تفصیل پیش کی گئی ہے، لیکن ابتداء میں کچھ تمہیدی باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

(1) لقب کا معنی، (2) حضرت کا معنی، (3) اعلیٰ حضرت کا معنی، (4) القابات سے متعلق

چند اہم باتیں۔

## لقب کا معنی

"لقب" عربی زبان کا لفظ ہے جو کہ اردو زبان میں بطور اسم استعمال ہوتا ہے۔ لقب کو "وصفی نام" سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور لقب کی جمع "القاب" آتی ہے۔ امام حسین بن محمد بن الفضل ابوالقاسم المعروف امام راغب اصفہانی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی 403ھ) اپنی مشہور تصنیف لطیف "معجم مفردات الفاظِ قرآن" میں "لقب" کی اصطلاحی تعریف یوں بیان فرماتے ہیں:

الْلَقَبُ اِسْمٌ يُسَمَّى بِهٖ الْاِنْسَانُ سِوَى اِسْمِهٖ الْاَوَّلِ وَ يُرَاعَى فِيهِ الْمَعْنٰى بِخِلَافِ الْاَعْلَامِ۔<sup>(9)</sup> یعنی، لقب وہ اسم ہے جس سے انسان کو اُس کے پہلے اسم (علم / نام) کے علاوہ موسوم کیا جائے۔ بالفاظ دیگر لقب اُس اسم کو کہا جاتا ہے جو اصل نام کے علاوہ ہو۔ لقب دینے میں اُس کے معنی کا لحاظ کیا جاتا ہے، جبکہ ناموں میں معنی کی رعایت نہیں ہوتی۔

اُردو کی مشہور لغت "فرہنگِ آصفیہ" میں لقب کا معنی مختلف لفظوں میں بیان کیا گیا ہے:

(1) "وہ نام جس میں موسوم (یعنی جس کا نام ہے اُس) کی مدح یا ذم ہو۔"

(2) "وہ نام جو مدح اور ذم پر دلالت کرے۔"

(3) "وہ وصفی نام جو کسی صفتِ خاص یا عزت و غیرہ کے سبب پڑ گیا ہو۔ جیسے کلیم

اللہ موسیٰ علیہ السلام کا لقب خُدا تعالیٰ کے ساتھ ہمکلام ہونے کے باعث پڑ گیا۔"<sup>(10)</sup>

مشہور عربی لغت "المنجد" میں لقب کا معنی ان لفظوں میں بیان کیا گیا ہے: "اصلی نام کے علاوہ کوئی دوسرا نام جو اپنے وَضْعِ اوّل کے اعتبار سے مدح یا ذم کی طرف مُشعر ہو۔ اس کی جمع "القاب" آتی ہے۔"<sup>(11)</sup>

9: مجمع مفردات الفاظ القرآن للراغب الاصفہانی، صفحہ 344، مطبوعہ: دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع۔

10: فرہنگِ آصفیہ، جلد 4، صفحہ 193، مطبع رفاہ عام پریس لاہور۔

11: المنجد، صفحہ 798، مطبوعہ: قدوسیہ، اُردو بازار لاہور۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ لقب اصل نام (علم) کے علاوہ دوسرا نام ہوتا ہے، اس کے ذریعے تعریف یا مذمت والا معنی لینا مقصود ہوتا ہے، یہ کسی خاص صفت یا کسی خاص سبب کے باعث رکھا جاتا ہے اور اس میں لفظی معنی کی رعایت بھی کی جاتی ہے۔

## لقب کی قسمیں

لقب کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں: (1) اچھے لقب، (2) بُرے لقب۔

شخصیات کے اوصاف، عادات، خصائل اور خدمات وغیرہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کیلئے اچھے القابات کا انتخاب و استعمال کرنا درست ہے اور دورِ صحابہ سے آج تک امت میں رائج ہے۔

جبکہ تحقیر و تذلیل کرنے یا کسی اور مذموم مقصد کی خاطر مسلمانوں کے لیے بُرے القابات کا استعمال کرنا انتہائی مذموم اور شرعاً ممنوع ہے۔ چنانچہ سورۃ الحجرات میں ربّ تعالیٰ نے اس کی ممانعت بھی فرمائی ہے: **وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ** <sup>(12)</sup> ترجمہ کنز الایمان: اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو۔

چنانچہ امام راغب اصفہانی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی 403ھ) اپنی کتاب "معجم مفردات الفاظ قرآن" میں "لقب" کی اقسام بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:



الَّلَّقَبُ ضَرْبَانِ: ضَرْبٌ عَلَى سَبِيلِ التَّشْرِيفِ كَالْقَابِ السَّلَاطِينِ  
وَضَرْبٌ عَلَى سَبِيلِ التَّنْزِيزِ وَإِيَّاهُ قَصَدَ بِقَوْلِهِ: ((وَلَا تَتَّخِذُوا بِاللَّعَابِ)) [ب26،

الحجرات 11] (13)

یعنی، لقب کی دو (2) قسمیں ہیں:

(1) وہ لقب جو بطورِ تشریف یعنی عزت افزائی کے طور پر دیا جاتا ہے۔ جیسے  
بادشاہوں وغیرہ کے القابات۔

(2) وہ لقب جو بُرائی اور مذمت کے طور پر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کی  
ممانعت فرمائی ہے کہ "ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو۔"

### "حَضَرَت" کا معنی

"حَضَرَت" عربی زبان کا لفظ ہے، لیکن اس کا استعمال اردو زبان و محاورے میں  
کئی معانی کیلئے ہوتا ہے۔ چنانچہ لفظ "حَضَرَت" کے مختلف معانی و مطالب اردو زبان کی  
مشہور اور متداول لغت "فرہنگِ آصفیہ" سے ماخوذ درج ذیل ہیں:

"جناب"، "حضور"، "قبلہ"، "ایک تعظیم و عزت کا لقب جو بزرگوں بادشاہوں  
وغیرہ کی نسبت بولا جاتا ہے۔" (14)

13: معجم مفردات الفاظ القرآن للراغب الاصفہانی، صفحہ 344، مطبوعہ: دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع۔

14: فرہنگِ آصفیہ، جلد 2، صفحہ 164، مطبع رفاه عام پریس ماہور۔ فیروز المجلات اردو جامع، صفحہ 570۔

## "اعلیٰ حضرت" کا معنی

سطور بالا سے معلوم ہو گیا کہ اردو زبان و محاورے میں "حضرت" کا لفظ جناب، حضور، قبلہ اور تعظیم والے لقب کے طور پر بولا اور سمجھا جاتا ہے۔ اسی لفظ کے شروع میں عربی زبان کا ایک اور لفظ "اعلیٰ" لگا دیا جائے تو اس کی وجہ سے معنی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ حضرت کا مطلب ہے: "شرف و عزت والا"، اور اعلیٰ حضرت کا معنی ہے: "بہت زیادہ شرف و عزت والا"۔ بالا لفظ دیگر "اعلیٰ حضرت" کا عام فہم معنی "بڑے حضرت" ہے۔

## القابات سے متعلق چند اہم باتیں

شخصیات میں پائی جانے والی مختلف قسم کی صلاحیتوں، عادتوں اور خصوصیات وغیرہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے عرف میں اُن شخصیات کیلئے مخصوص "القابات" کا انتخاب اور استعمال کیا جاتا ہے۔ القابات سے متعلق چند اہم باتوں کو اگر سمجھ لیا جائے تو مختلف القابات کے بارے پھیلائی جانے والی کئی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکتا ہے۔

سطور ذیل میں وہ اہم باتیں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں:

(1) کسی بھی شخص کو جو لقب دیا جاتا ہے وہ اُس کے زمانے کے افراد اور بعد والوں کے اعتبار سے دیا جاتا ہے۔ اُس شخص کے زمانے سے پہلے کے افراد یا اُس شخص سے بڑے مرتبے والے افراد کے مقابل اُس لقب کو استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

(2) اگر کوئی لقب پہلے کے افراد میں سے کسی مخصوص طبقے کے ساتھ عرفاً یا

شرعاً خاص نہ ہو تو بعد والے افراد کیلئے اُس لقب کا استعمال کرنا بالکل درست ہے۔

(3) کسی بھی شخصیت کیلئے القابات کا انتخاب کرنے میں غلو اور مُبالغہ آرائی سے

کام نہیں لینا چاہئے، بلکہ اُس شخصیت میں جو صلاحیت، وصف یا خصوصیت ہو اُس پر دلالت کرنے والے القابات کا انتخاب کرنا چاہئے۔ یعنی اُس شخصیت کے اوصاف و خصوصیات اور اُس کے القابات میں معنوی مناسبت ہونی چاہئے۔

(4) اگر کسی شخصیت کے خصائص کو ظاہر کرنے کیلئے کسی لقب کا استعمال کیا

جائے تو وہ اُسی شخصیت کی ذات تک محصور رہتا ہے، کسی اور کیلئے استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے شبِ معراج تمام انبیائے کرام کی امامت فرمائی، اسے لیے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا لقب "امام الانبیا" آپ ہی کی ذاتِ اقدس کے ساتھ خاص ہے۔

عہدِ صحابہ و تابعین سے لے کر آج تک تمام اہل سنت کا اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ تمام نبیوں اور رسولوں کے بعد سب سے افضل جناب صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اس افضلیت کا عقیدہ اجماعی، قطعی اور متواتر ہے۔ لہذا حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی اس خصوصیت کو ظاہر اور بیان کرنے کیلئے خطبوں وغیرہ میں سب رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کیلئے "أَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ



الْأَنْبِيَاءِ بِالتَّحْقِيقِ" کا لقب استعمال کیا جاتا ہے، جو کس اور صحابی کیلئے بھی استعمال نہیں کیا جاسکتا۔

(5) کسی لقب میں پائے جانے والا معنی اگر کسی ایک ذات کے ساتھ خاص نہ ہو، بلکہ اس معنی کی مِضَدِ اق متعدّد ذوات بن سکتی ہوں تو پھر اُس لقب کا استعمال ہر ایسے شخص کے ساتھ کیا جاسکتا ہے جس کی ذات میں وہ معنی پایا جاتا ہو۔ مثلاً نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وِصَالِ ظاہری کے بعد آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خلافت و جانشینی کا شرف خُصائے راشدین (یعنی حضرات صدیق و فاروق و عثمان و علی) رَضَوُ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کو بالترتیب حاصل ہوا۔ چونکہ یہ وصف ان چاروں حضرات میں مشترک ہے لہذا مسلمانانِ عالم ان چاروں شخصیات میں سے ہر ایک کیلئے "امیر المومنین" اور "خلیفہ رسول" جیسے القابات استعمال کرتے ہیں۔

یسی طرح نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی احادیثِ مبارکہ کا درس دینے والے اُستاد اور مُدَرِّس کو "شیخ الحدیث" جیسا عظیم لقب دیا جاتا ہے۔ اگر زمانے میں اس منصب پر فائز ایک لاکھ عالم بھی ہوں تو ان میں سے ہر ایک کیلئے "شیخ الحدیث" کا لقب استعمال کیا جاسکتا ہے، اس میں نہ تو شرعاً کوئی قباحت ہے اور نہ ہی عرفاً کوئی ممانعت ہے۔

(6) اگر بعد کے زمانے کی کسی شخصیت کو کوئی لقب دیا جائے تو اس لقب کو حَقْدِ مِین یعنی پہلے کی شخصیت کے مقابل نہیں بولا اور سمجھا جاتا؛ کیونکہ یہ ایک مسلمہ

حقیقت ہے کہ "الْفَضْلُ لِلْمُتَقَدِّمِ" یعنی، فضیلت پہلے کیلئے ہے، بعد والے پہلوؤں کی فضیلت کو نہیں پاسکتے۔

تمہیدی کلام کے بعد اب نفس مسئلہ کو ملاحظہ فرمائیے۔

## امام احمد رضا کو "اعلیٰ حضرت" کہنا کیسا؟

چودھویں صدی ہجری کی عظیم علمی و روحانی شخصیت، شیخ الاسلام والمسلمین، مجددِ اعظم امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو اللہ تعالیٰ نے جو علمی جلالت، فقہی مہارت اور کثیر خصوصیات عطا فرمائی ہیں، آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی علمی و دینی خدمات سے اہل اسلام کو جو نفع پہنچا ہے، آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے علوم و عرفان کی شمع سے آج تک جو اہل علم و فن مستفیض ہو رہے ہیں، آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے کلام اور تحقیقات کی برکت سے آج تک مسلمانانِ عالم جو اپنے عقائد کا تحفظ اور اپنے اعمال کی اصلاح کر رہے ہیں، المختصر امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے فیوض و برکات، تجدیدی خدمات، علمی عبقریت، فقہی مہارت وغیرہ کو دیکھتے ہوئے آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کیلئے "اعلیٰ حضرت" کا لقب استعمال کرنا شرعاً، عرفاً اور عقداً ہر طرح درست ہے۔

امام اہلسنت، مجددِ اعظم امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی ذاتِ اقدس کیلئے یہ لقب اب سے نہیں، بلکہ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے زمانے ہی سے عوام و علمائے اہلسنت کی زبانوں پر جاری ہے۔ ویسے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے علم و مشائخ اہلسنت نے درجنوں القابات استعمال فرمائے ہیں، لیکن اُن میں سب سے زیادہ رائج یہی لقب ہے۔ علمائے اہلسنت میں سے وہ حضرات جو امام اہلسنت، مجددِ اعظمِ امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عنہ سے دلیل کی بنیاد پر فقہی اور فروعی مسائل میں اختلاف رکھتے ہیں، وہ بھی آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عنہ کی علمی جلالت اور فقہی مہارت کا اعتراف کرتے ہوئے آپ رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عنہ کیلئے "اعلیٰ حضرت" ہی کا لقب استعمال فرماتے ہیں۔

لخصر! امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عنہ کی شخصیت کے تعارف میں اگر آپ کے سارے القابات کو بیان کر دیا جائے اور لفظ "اعلیٰ حضرت" کو ذکر نہ کیا جائے تو تشنگی باقی رہتی ہے، گویا کہ لفظ "اعلیٰ حضرت" امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عنہ کی شخصیت کے تعارف میں رُوح کی حیثیت رکھتا ہے۔

### **"اعلیٰ حضرت" کے لقب سے متعلق صدر الشریعہ کا فتویٰ**

شیخ الاسلام والمسلمین، امام اہلسنت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عنہ کو "اعلیٰ حضرت" کہنے میں شرعاً، عقلاً اور عرفاً کوئی حرج نہیں ہے۔ اس بات پر کوئی ایک دلیل اور ایک حوالہ بھی پیش نہیں کیا جاسکتا کہ "اعلیٰ حضرت" کا لقب انبیائے کرام یا صحبہ کرام کیلئے شرعاً یا عرفاً خاص ہو اور ان کے بعد اُمت کی کسی بزرگ شخصیت کیلئے اس لقب کا استعمال کرنا ممنوع ہو۔ بالفاظِ دیگر "اعلیٰ حضرت" کا لقب کسی نبی علیہ السلام یا کسی صحابی رسول کے لیے خاص نہیں ہے کہ ان کے بعد آنے والوں میں سے

کسی شخص کیسے اس لقب کا استعمال کرنے سے معذ اللہ اُس شخص کو انبیائے کرام یا صحابہ کرام کے کسی خاص وصف میں شریک کرنا لازم آئے۔ ہذا امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو "اعلیٰ حضرت" کہنے سے نہ تو معذ اللہ ان کو صحابہ کرام یا دیگر اُسلاف پر تفضیل اور ترجیح دینا لازم آتی ہے اور نہ ہی امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو "اعلیٰ حضرت" کہنے والوں کی یہ نیت ہوتی ہے۔ اس مسئلے کی علمی اور فقہی انداز میں وضاحت خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے تلمیذ خاص و خلیفہ صاحب بہار شریعت، صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمائی ہے۔

چنانچہ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے سوال کیا گیا کہ: "سوائے پیغمبر اور اصحاب کے کوئی بزرگانِ دین کو 'حضور پُر نور'، 'اعلیٰ حضرت'، 'رضی اللہ تعالیٰ عنہ' اور 'قُدسِ برّہ' کہنا جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تب کس صورت پر جائز ہے؟" اس سوال کا جواب دیتے ہوئے خلیفہ و تلمیذ اعلیٰ حضرت، صاحب بہار شریعت، صدر الشریعہ، بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے "فتاویٰ امجدیہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ:

لفظ "اعلیٰ حضرت" و "حضور پُر نور" انبیاء کرام علیہم السلام یا صحابہ عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ خاص نہیں، نہ عرفاً خاص نہ شرعاً۔ حضرت اور حضور کا لفظ تو بہت عام ہے اب اگر کسی معظّم دینی کو اعلیٰ حضرت کہا یا حضور پُر نور کہا، تو اسے نبی یا



صحابہ کے کسی خاص وصف میں شریک کرنا نہ ہوا۔ بلکہ ان تمام لوگوں میں جنہیں حضرت یا حضور کہا جاتا ہے اسے بڑا مانا اور اس میں اصلاً حرج نہیں، بلکہ معظمان دین کو عظمت کے ساتھ ذکر کرنا چاہئے، بلکہ قرآن مجید تو مطلقاً مؤمنین کے لئے فرماتا ہے: **اَنْتُمْ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ** <sup>(15)</sup> تمہیں اعلیٰ ہوا اگر مؤمن ہو، یوہیں "رضی اللہ تعالیٰ عنہ" یا "قُدِّسَ بِرُّهُ" بھی صحابہ کرام کے ساتھ خاص نہیں، صاحب ہدایہ کے تلامذہ نے ان کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ جا بجا کہا ہے، بہت سے مواقع میں ہدایہ کے ہے: **قَالَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ**۔ اور اس سے مراد خود صاحب ہدایہ ہیں۔ قرآن مجید نے صحابہ کرام کے متبعین کو بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہا، ارشاد فرمایا: **السَّابِقُونَ الْاَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوا عَنْهُ** <sup>(16)</sup>۔ <sup>(17)</sup>

### لفظ "اعلیٰ حضرت" سے متعلق چار (4) سوالات و جوابات

**سوال (1):** جب ہم صحبہ کرام، اہلبیتِ طہار، تابعین، تبع تابعین اور دیگر اسلاف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے ناموں کے ساتھ صرف لفظ

15: پ 4، آل عمران: 139۔

16: پ 11، التوبہ: 100۔ (ترجمہ کنز الایمان: اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھائی کے ساتھ

ان کے پیرو (پیروی کرنے والے) ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔)

17: فتاویٰ امجدیہ، جلد 4، صفحہ 26-27، مطبوعہ: مکتبہ رضویہ، آرام باغ روڈ کراچی۔



نام "احمد رضا خان" سے پہلے "اعلیٰ حضرت" جیسا خوبصورت اور شاندار لقب استعمال کرتے ہیں۔

رہا وہ شبہ جس کا اظہار سوال میں کیا گیا ہے کہ "صحابہ کرام، اہلبیت اطہار، تابعین، تبع تابعین اور دیگر اسلاف رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ کو صرف "حضرت" اور امام احمد رضا خان کو "اعلیٰ حضرت" کہنے میں بڑی وقت اور تکلیف ہوتی ہے کہ اس طرح امام احمد رضا خان کو معاذ اللہ اسلاف پر فوقیت اور برتری دینا لازم آتا ہے"، (یہ شبہ) عقل و نقل کے قاعدوں اور اصولوں کی روشنی میں بالکل بے بنیاد اور فاسد ہے۔ یہ بات اُس صورت میں لازم آتی ہے کہ جب امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو معاذ اللہ! صحابہ کرام، اہلبیت اطہار، تابعین، تبع تابعین اور دیگر اسلاف رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ کے مقابلے میں "اعلیٰ حضرت" بولا جائے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو دُنیا سے پردہ فرمائے ہوئے ایک صدی سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے، اس پورے عرصے اور زمانے کی تاریخ میں کوئی ایک بھی ایسا حوالہ پیش نہیں کیا جاسکتا کہ عوام و علمائے اہلسنت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو معاذ اللہ! اسلاف کے مقابلے میں اُن پر فوقیت دیر تری دیتے ہوئے "اعلیٰ حضرت" کہتے ہوں۔ کہنے والوں کی مراد یہی ہوتی ہے کہ امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے زمانے میں علماء، فقہاء، مفسرین، محدثین، متکلمین وغیرہ جتنے بھی حضرت تھے، آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اُن پر کثیر وجوہات کی بناء پر اور کئی جہتوں سے ترجیح، فوقیت

اور برتری رکھتے تھے، اس لیے اگر وہ حضرت ہیں تو امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اُن کے مقابلے میں "اعلیٰ حضرت" ہیں۔

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی تعلیمات اور افکار کو سمجھنے اور ماننے والے کبھی سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ صحابہ کرام، اہلبیت اطہار، تابعین، تبع تابعین اور دیگر اسلاف رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے مقابلے میں امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو لائیں اور اُن کے مقابل امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو "اعلیٰ حضرت" کہیں؛ کیونکہ امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ تو اسلاف کے مقابلے میں اپنا تعارف یوں پیش فرماتے ہیں کہ

**کیسے آفتاؤں کا بندہ ہوں رضا**

**بول بالے مری سرکاروں کے** <sup>(18)</sup>

**سوال (2):** امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو "اعلیٰ حضرت" کہنے والے عموماً اس قید کو تو ذکر نہیں کرتے کہ ہم امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو "اعلیٰ حضرت" ان کے دور کی شخصیات کے مقابلے میں کہتے ہیں۔ لہذا اگر اس لقب کا استعمال ہی نہ کیا جائے تو زیادہ مناسب نہیں ہوگا؟

**جواب:** علوم و فنون سے آشنائی اور عمارت رکھنے والے افراد جانتے ہیں کہ کسی بھی کلام میں موجود فیودات دو (2) طرح کی ہوتی ہیں:

18: حدائق بخشش، صفحہ 360، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ۔



(1) **قید ملفوظ:** یعنی کلام میں موجود ایسی قید جس کو لکھا اور پڑھا جاتا ہے، لفظوں اور عبارت میں اس کو ذکر کیا جاتا ہے۔

(2) **قید ملحوظ:** یعنی کلام میں موجود ایسی قید جس کو اگرچہ لکھا نہیں جاتا، اس کا تلفظ نہیں کیا جاتا، لیکن متکلم اور سامع دونوں کے قلوب و اذہان میں اُس کا لحظہ اور اعتبار ہوتا ہے۔

امام اہلسنت، مجدد اعظم امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو "اعلیٰ حضرت" کہنے میں آپ کے دور کی شخصیات کے مقابلے والی قید، قید ملحوظ ہے۔ یعنی اگرچہ لفظوں میں وضاحت نہ بھی کی جائے، لیکن ہر ذی شعور شخص یہ بات سمجھ جاتا ہے کہ امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو "اعلیٰ حضرت" آپ کے دور کے اشخاص اور افراد کے مقابلے میں ہی کہا جاتا ہے۔ معاذ اللہ! اس لقب کے ذریعے امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو اسلاف پر ترجیح اور برتری دینا مقصود نہیں ہوتا۔

**سوال (3):** اگر امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو "اعلیٰ حضرت" کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے تو یہ لقب اسلاف کیلئے کیوں نہیں بولا جاتا؟

**جواب:** شخصیات کے ناموں کے ساتھ القابات کا استعمال کرنے میں عرف کا بھی لحاظ ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے لب و لہجے میں جو عرف و محاورہ رائج ہو جائے اُسی کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ کچھ القابات شخصیات کے لیے اس طرح شائع اور مشہور ہو جاتے ہیں کہ جب بھی اُن القابات کو مطلق بولا جاتا ہے تو سامعین (یعنی سننے والوں) کے ذہن

میں وہ مخصوص شخصیات آجاتی ہیں۔ اس طرح کی صورت حال میں لوگوں کو مغالطے اور اشتباہ میں ڈالنے سے بچنے کیلئے اُن القابات کا استعمال انہیں شخصیات کے ساتھ کرنا زیادہ مناسب اور بہتر ہوتا ہے۔ اگر "اعلیٰ حضرت" کا لقب امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ سے پہلے کے بزرگوں میں سے کسی کیلئے استعمال کر دیا جائے تب بھی اس میں شرعاً کوئی حرج یا ممانعت نہیں ہے، لیکن سُننے اور پڑھنے والے افراد کیلئے یہ بات تشویش کا باعث ضرور ہوگی۔ اس لیے 'ممت کے جن اکابرین کیلئے جو القابات شائع، مشہور اور رائج ہو گئے ہوں تو وہ القابات انہیں کے ساتھ استعمال کرنے میں عوام الناس کیلئے آسانی ہے۔ مثلاً برصغیر کے عوام محققین میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کیلئے اکثر و بیشتر "محقق علی الاطلاق" یا "شیخ محقق" کا لقب استعمال ہوتا ہے۔ مجددِ لف ثانی شیخ احمد سرہندی ذروقی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کیلئے عام طور پر "امام ربّانی" کا لقب استعمال ہوتا ہے۔ فتحِ قادیانیت، عظیم عاشقِ رسول حضرت سپید پیر مہر علی شاہ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کیلئے عموماً "قبلہ عالم" یا "حضورِ اعلیٰ" کا لقب استعمال کیا جاتا ہے۔ لہذا ان القابات کو جب مطلق بول یا لکھا جاتا ہے تو سُننے اور پڑھنے والوں کے اذہان میں انہیں شخصیات کا تصوّر آتا ہے۔ امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کیلئے "اعلیٰ حضرت" کے لقب کا استعمال بھی بالکل اسی قبیل (قسم) سے ہے۔ ہذا ان القابات کی مخالفت کرنے یا ن پر بے بنیاد اور فاسد قسم

کے اعتراضات و اشکالات وارد کرنے میں مسلمانوں کی کوئی خیر خواہی نہیں ہے، بلکہ اس روش کو اپنانا مسلمانوں میں تشویش اور تسفیر پیدا کرنے کا باعث ہے۔

**سوال (4):** امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کَیْلَے "اعلیٰ حضرت" کا لقب استعمال کرنے اور اسلاف کے ناموں کے ساتھ لفظ "اعلیٰ حضرت" کا استعمال نہ کرنے سے بعض لوگوں کو یہ گمان ہو سکتا ہے کہ امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو "اعلیٰ حضرت" کہنے والے لوگ معاذ اللہ امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کو اسلاف پر ترجیح، فوقیت اور برتری دیتے ہیں۔ لہذا لوگوں کو بدگمانی سے بچانے کیلئے اگر اس لقب کے استعمال سے اجتناب ہی کیا جائے تو کیا زیادہ مناسب نہ ہو گا؟

**جواب:** شخصیات کیلئے القابات کے استعمال میں عُرف کا بھی لحاظ رکھا جاتا ہے۔ ہم حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ، امام حسین اور دیگر اہل بیت کے لُفُوسِ قُدْسِیہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ اکثر و بیشتر لفظ "امام" کو بطور لقب لکھتے اور بولتے ہیں، لیکن خُلفائے راشدین یعنی، حضرت صدیق اکبر، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اَجْمَعِیْن کیلئے عام طور پر "امام" کا لفظ استعمال نہیں کیا جاتا، مثلاً امام ابو بکر، امام عمر، امام عثمان اور امام علی نہیں کہا جاتا۔ حالانکہ بلاشبہ خُلفائے راشدین حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور ان کے علاوہ تمام ائمہ اہلبیت سے افضل و اعلیٰ ہیں، خُلفائے راشدین کی امامت بھی دیگر صحابہ و اہلبیت سے یقیناً اَزَّ فَوْقَ و اَعْلٰی ہے۔ خُلفائے راشدین میں جناب صدیق اکبر

رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ تو وہ خوش نصیب ہستی ہیں جن کو امام الانبیاء والمرسلین حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بڑی تاکید کے ساتھ "مُرُوا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ" <sup>(19)</sup> فرما کر اپنے مُصَلَّی پر کھڑا ہونے اور امام بننے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ وصفِ امامت کے اعتبار سے بھی ساری امت میں جنابِ صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ پہلے، افضل اور اعلیٰ ہیں، اس کے باوجود عام طور پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کے نام اقدس کے ساتھ بطور لقب "امام" کا لفظ لکھا اور بولا نہیں جاتا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کیلئے "امام" کا لفظ استعمال نہ ہونے اور آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کے بعد والے اشخاص و افراد کیلئے لفظ "امام" استعمال ہونے سے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ کی شان میں کوئی کمی نہیں آتی، نہ ہی اس طرح بعد والوں کو آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْہُ پر تفضیل و برتری دینا لازم آتا ہے، نہ ہی یہ شرعاً، عقلاً یا عرفاً مذموم و ممنوع ہے۔ اگر اسلاف و اخلاف کے القابات پر غور کیا جائے تو اس طرح کی کئی مثالیں اور نظیریں ہمارے سامنے آسکتی ہیں، لیکن اگر عقل سلیم ہو اور حق کو قبول کرنے کی توفیق بھی رفیق ہو تو لفظ "امام" والی اس ایک مثال سے ہی مسئلہ بخوبی سمجھ آسکتا ہے۔ لیکن قارئین کی مزید تشفی و تسلی کیلئے چند مثالیں سطور ذیل میں پیش کی گئی ہیں۔

19: (ترجمہ: ابو بکر کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔) صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب حد المرء ان

یشھد الجماعۃ، حدیث: 664۔ صفحہ 166، مطبوعہ: دار ابن کثیر، دمشق، بیروت۔



## اسلاف و اخلاف کے القابات پر ایک نظر

چودہ صدیوں کے ہزاروں علماء، فقہاء، مفسرین، محدثین، متکلمین، صوفیا اور اولیا وغیرہ کے ناموں کے ساتھ ذکر کیے جانے والے القابات کو اُن کے زمانے کے اور اُن کے بعد کے زمانے کے افراد و اشخاص کے لحاظ سے بولا، لکھا اور سمجھا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اخلاف یعنی بعد کی شخصیات کے القابات کو اسلاف یعنی پہلے کی شخصیات کے مقابلے میں لانے کی کوشش کرے تو یہ بہت بڑی غلطی اور جسارت ہوگی؛ کیونکہ اس طرح اخلاف کو اسلاف پر (یعنی بعد والی شخصیات کو پہلے والی شخصیات پر) ترجیح، فوقیت، تفضیل اور برتری دینا لازم آئے گا اور یہ بات عقل و نقل کے بالکل خلاف اور سوائے ادب ہے۔ سطور ذیل میں اس بات کو چند مثالوں کے ذریعے مزید واضح کیا گیا ہے۔ اللہ کریم حق کو قبول کرنے اور اسلام و مسیت کے محسنین کی تعظیم و تکریم کرنے اور اللہ والوں سے تعصب و بغض رکھنے والی بری خصلت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بِجَاوِ حَاتِمِ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

## اسلاف و اخلاف کے القابات کی دس (10) مثالیں

(1) سرکارِ اعظم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پہلے خلیفہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کیلئے اُمت "صدیق اکبر" کا لقب استعمال کرتی ہے۔ حالانکہ

حقیقی معنی کے اعتبار سے مخلوق میں لفظ "صدیق اکبر" کے سب سے پہلے مصداق خود رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

س کا جواب یہی دیا جائے گا حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "صدیق اکبر" معاذ اللہ! سرکارِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دیگر انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقابل نہیں بولا جاتا، بلکہ حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "صدیق اکبر" نبیوں اور رسولوں کے بعد والوں کے مقابلے میں بولا جاتا ہے۔

(2) سرورِ دیشان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے خلیفہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے 'مت' "فاروقِ اعظم" کا لقب استعمال کرتی ہے۔ حالانکہ حقیقی معنی کے اعتبار سے مخلوق میں لفظ "فاروقِ اعظم" کے سب سے پہلے مصداق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، جنہوں نے کفر و ایمان اور حق و باطل کے مابین فرق کو ظاہر فرمایا اور جن کی برکت سے اسلام و ایمان کا نور پورے عالم میں پھیلا۔

س کا جواب یہی دیا جائے گا حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "فاروقِ اعظم" معاذ اللہ! رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دیگر انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقابل نہیں بولا جاتا، بلکہ حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "فاروقِ اعظم" نبیوں، رسولوں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد والوں کے مقابلے میں بولا جاتا ہے۔

(3) رحمتِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پہلے تیسرے خلیفہ حضرت سیدنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کیلئے اُمت "غنی" کا لقب استعمال کرتی ہے۔ حالانکہ حقیقی معنی کے اعتبار سے "غنی" اللہ رب العزت کی ذات ہے اور مخلوق میں سب سے بڑے "غنی" رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں جو کہ اَجْوَدُ الْاَجْوَدِیْن یعنی سب سے بڑھ کر سخاوت فرمانے والے ہیں۔

ہر ذی شعور شخص یہی جواب دے گا کہ حضرت سیدنا عثمان بن عفان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو آپ کے بعد والوں کے اعتبار سے 'غنی' کہا جاتا ہے۔ معاذ اللہ! رب تعالیٰ، نبیوں اور رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے مقابلے میں نہیں کہا جاتا۔

(4) سید السادات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چوتھے خلیفہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کیلئے اُمت "مُشکل گشا" کا لقب استعمال کرتی ہے۔ حالانکہ حقیقی معنی کے اعتبار سے "مُشکل گشا" اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے اور مخلوق میں سب سے بڑے "مُشکل گشا" نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں۔

جواب یہی ہے کہ حضرت حیدر کرار علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو "مُشکل گشا" معاذ اللہ! رب تعالیٰ یا نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یاد یگر انبیاء و مرسلین عَلَیْہِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کے مقابلے میں نہیں بولا جاتا، بلکہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے مرتبے کے بعد والے اشخاص کے اعتبار سے بولا جاتا ہے۔

(5) اُمتِ مسلمہ کی عظیم علمی و عبقری شخصیت حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ کو "امامِ اعظم" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ حالانکہ مخلوق میں لفظ "امامِ اعظم" کے معنی کے سب سے بڑے اور اعلیٰ مُصْداق حضرت سیدنا محمد مُصْطَفٰی اَحمَد مجتبیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں، جنہوں نے شبِ معراج سارے نبیوں اور رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کی امامت فرمائی ہے۔

اس کا جواب یہی ہے کہ حضرت سیدنا امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ کو "امامِ اعظم" اُمت کے ائمہ مجتہدین مثلاً امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل وغیرہم رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے مقابلے میں کہا جاتا ہے کہ آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ کے زمانے کے اور اس کے بعد کے تمام فقہ و مجتہدین میں آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ سب سے فوق ہیں، اسی بات کو ظاہر کرنے کیلئے آپ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ کو "امامِ اعظم" کہا جاتا ہے۔ معاذ اللہ! نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے مقابلے میں امام ابو حنیفہ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ کو "امامِ اعظم" نہیں کہا جاتا۔

(6) اولیائے کرام کی جماعت میں حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی حُسینی بغدادی رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ کو "غوثِ اعظم" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ لفظ "غوثِ اعظم" کا معنی "سب سے بڑا فریاد رس"، "سب سے بڑا حاجت روا" ہے۔ حقیقی معنی کے اعتبار سے سب سے بڑا حاجت روا خود رب تعالیٰ ہے اور مخلوق میں سب سے بڑے حاجت روا سیدنا محمد مُصْطَفٰی اَحمَد مجتبیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ



وَسَلَّمَ ہیں۔ تو پھر حضرت شیخ عبدالقادر حسینی بخاری جیلانی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو "غوثِ اعظم" کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب یہی ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو "غوثِ اعظم" معذ اللہ! ذاتِ الہی، نبی اعظم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، دیگر انبیاء و مرسلین عَلَیْہِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام، صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُمْ یا آپ رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ سے بڑے مرتبے والے بزرگوں کے مقابلے میں نہیں کہا جاتا، بلکہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ کو "غوثِ اعظم" آپ کے درجے کے بعد والوں کے اعتبار سے کہا جاتا ہے۔

(7) اُمتِ محمدیہ میں کئی بزرگ ہستیوں کیلئے "شیخ الاسلام" کا لقب استعمال کیا جاتا ہے، مثلاً حضور و اتا گنج بخش علی ہجویری رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ نے اپنی کتاب "کشف المحجوب" میں خلیفہ اول بلا فضل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رَضِيَ اللہُ تَعَالَى عَنْہُ کیلئے "شیخ الاسلام" کا لقب ذکر فرمایا ہے۔ لفظ "شیخ الاسلام" کا معنی "اسلام میں بزرگ اور معزز شخصیت" ہے۔ اگر اس لقب کے حقیقی معنی کے اعتبار سے دیکھا جائے تو اسلام کی سب سے بزرگ، معزز اور اعلیٰ ہستی خود بانی اسلام، رسولِ خدا، محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ذات ہے۔

اس کا جواب بھی یہی دیا جائے گا کہ اُمت کی جن بزرگ اور معزز شخصیات کو "شیخ الاسلام" کہا جاتا ہے، وہ ان کے مرتبے کے بعد والوں کے اعتبار سے کہا جاتا ہے، خواہ وہ افراد اُن شخصیات کے ہم زمانہ ہوں یا بعد کے افراد ہوں۔

(8) محدثین کرام کی جماعت میں حضرت سیدنا محمد بن اسماعیل بخاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو "امیر المؤمنین فی الحدیث" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی اُمت کے کئی محدثین کیلئے اس لقب کا استعمال کلام علماء میں شائع ہے۔ حالانکہ روایت حدیث میں اصل تو صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ہیں کہ انہوں نے جب اپنے تلامذہ (جینی شاگردوں) سے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی احادیث بیان کیں تو پھر اُمت کے دیگر محدثین تک احادیثِ نبویہ کا ذخیرہ پہنچا۔ اس وقت دُنیا میں احادیث کی جو کتابیں موجود اور دستیاب ہیں اُن میں روایت کردہ احادیث کا اگر جائزہ لیا جائے تو اُمت کو سب سے زیادہ احادیث صحابی رسول، کنز الاحادیث حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ذریعے ملی ہیں۔ اس لحاظ سے تو حضرت ابو ہریرہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ "امیر المؤمنین فی الحدیث" کہلانے کے زیادہ حقدار ہیں۔

اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمْ کا مرتبہ تو بڑا رفیع و اعلیٰ ہے۔ کوئی بھی غیر صحابی کسی صحابی کے مرتبے کو پہنچ ہی نہیں سکتا۔ حضرت سیدنا محمد بن اسماعیل بخاری رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو "امیر المؤمنین فی الحدیث" معاذ اللہ! صحابہ کرام، تابعین، یا ائمہ اربعہ (یعنی، امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل)

رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے مقابلے میں نہیں کہا جاتا۔ امام بخاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کیلئے یہ لقب آپ کے زمانے کے اور اس کے بعد کے زمانے کے محدثین کرام کے مقابلے میں بولا، لکھا اور سمجھا جاتا ہے۔

(9) مسلمانانِ عالم میں یہ نداء رائج ہے کہ وہ کسی ملک یا خطے کے سب سے بڑے فقیہ کو "مفتی اعظم" کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ حالانکہ اُمت کے فقہائے کرام میں سب سے بڑا مرتبہ تو خُلفائے راشدین کا ہے اور ان کے بعد ساری اُمت میں سب سے بڑے فقیہ حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ہیں۔

چنانچہ محقق اہلسنت شیخ علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری حنفی رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی 1014ھ) اپنی تصنیف لطیف "مرقاۃ المفاتیح" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"وَهُوَ عِنْدَ أَئِمَّتِنَا أَفْقَهُ الصَّحَابَةِ بَعْدَ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ" (20) یعنی، ہمارے ائمہ (احناف) کے نزدیک خُلفائے اربعہ کے بعد حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سب صحابہ سے زیادہ فقیہ ہیں۔

امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ "فتاویٰ رضویہ" میں فرماتے ہیں: "لَا جَرَمَ ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک خُلفائے

20: مرقاۃ المفاتیح، کتاب النقب، باب جامع الساتب، تحت الحديث: 6198، جلد 11، صفحہ 341، مطبوعہ: مکتبہ

رشیدیہ، کوئٹہ۔

آربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے بعد وہ جناب (یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے علم و فقاہت میں زائد ہیں۔" (21)

اس لحاظ سے تو خلفائے راشدین اور ان کے بعد حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ انہیں "مفتی اعظم" کہا جائے۔ ان پانچوں حضرات کے علاوہ بھی صحبہ کرام اور اہلبیت اطہار رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ میں کثیر افراد علم و فقاہت میں بڑے بڑے مرتبوں پر فائز تھے، مثلاً حضرت سیدنا زید بن ثابت، حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس، حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر، حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ وغیرہم۔ لیکن ان میں سے تو کسی شخصیت کیلئے تقریر و تحریر میں عموماً "مفتی اعظم" کا لقب استعمال نہیں کیا جاتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ انقبابت کے استعمال میں عرف کا بڑا عمل دخل ہے۔ صحبہ کرام و اہلبیت اطہار رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی جماعت میں پائے جانے والے فقہ و علما کیلئے عموماً دوسرے القابات استعمال کیے جاتے ہیں اور "مفتی اعظم" کا لقب عام طور پر ان کیلئے استعمال نہیں کیا جاتا۔ اگر "مفتی اعظم" کے معنی کو دیکھا جائے تو خلفائے راشدین اور حضرت عبداللہ بن مسعود رَضِيَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ میں یہ معنی بعد والوں کی بنسبت بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ لیکن ان حضرات کیلئے یہ لقب استعمال نہ ہونے اور ان کے بعد والے فقہائے اُمت کیلئے یہ لقب استعمال ہونے میں کوئی حرج

21: فتاویٰ رضویہ، جلد 5، صفحہ 312، مطبوعہ دارضافاؤنڈیشن ماہور۔



نہیں ہے۔ اس میں ان نفوس قدسیہ کی نہ تو کوئی تنقیص ہے اور نہ ہی اس طرح سے بعد والوں کی ان حضرات پر علمی و فقہی معاملے میں کوئی تفضیل لازم آتی ہے۔

(10) جماعتِ اولیا میں حضرت سیدنا شیخ عبد لقادر جیلانی بغدادی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کیلئے "سُلْطَانُ الْاُولِیَا" کا لقب استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر ولایت میں افضلیت کی ترتیب دیکھی جائے تو پچھلی اُمت کے اولیاء سے اس اُمت کے اولیاء افضل ہیں۔ پھر اس اُمت کے اولیاء میں سب سے افضل خُلفائے راشدین ہیں اور ان میں بھی ولایت کی ترتیب وہی ہے جو ان چاروں ہستیوں میں افضلیت و خلافت کی ترتیب ہے۔ ولایت و قُربِ الہی کے معاملے میں سب سے افضل صدیق اکبر ہیں، پھر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، پھر مولیٰ علی ہیں رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ۔ پھر جانبِ کمالات ولایت رسول اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیدنا مولا علی حیدرِ کرار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو قائم اور مقرر فرمادیا ہے، لہذا مولیٰ علی مُشکل کُشا اُمتِ محمدیہ میں قائم ولایت ہیں کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بعد جو بھی ولی بنے ہیں یا بنیں گے، وہ سب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے خصوصی فیضان اور عطا و اجازت ہی سے ہے۔

چنانچہ شیخ الاسلام و المسلمین، امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ "مقاوی رضویہ" میں ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں: "صحابہ کرام میں سب سے افضل و اکمل و اعلیٰ و اقرب الی اللہ خُلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور ان کی افضلیت ولایت بترتیب خلافت۔ یہ چاروں حضرات سب سے اعلیٰ درجے کے

کامل مکمل ہیں اور دارائے نیابت نبوت ہونے میں شیخین (یعنی صدیق و فاروق) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پایہ ارفع ہے اور دارائے تکمیل ہونے میں حضرت مولا علی مرتضیٰ شیر خد امشکل کشاک، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔" (22)

نیز بہار شریعت میں ہے: "تمام اولیائے اولین و آخرین سے اولیائے محمدین یعنی اس اُمت کے اولیاء افضل ہیں، اور تمام اولیائے محمدین میں سب سے زیادہ معرفت و قرب الہی میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور ان میں ترتیب وہی ترتیب افضلیت ہے، سب سے زیادہ معرفت و قرب صدیق اکبر کو ہے، پھر فاروق اعظم، پھر ذوالنورین، پھر مولیٰ مرتضیٰ کو رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ہاں مرتبہ تکمیل پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانب کمالات نبوت حضرات شیخین کو قائم فرمایا اور جانب کمالات ولایت حضرت مولیٰ مشکل کشا کو تو جملہ اولیائے مابعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی اور انھیں کے دست نگر تھے، اور ہیں، اور رہیں گے۔" (23)

اس لحاظ سے تو خلفائے راشدین رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ اور ان میں بھی بالخصوص مولیٰ علی حیدر کرار رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ "سلطان الاولیا" کے لقب کے زیادہ حقدار ہیں۔  
اس کا جواب یہ ہے اُمت کے تمام اولیاء مل کر بھی کسی ایک صحابی رسول کی گردِ راہ تک نہیں پہنچ سکتے۔

22: فتاویٰ رضویہ، جلد 29، صفحہ 234، مطبوعہ: رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

23: بہار شریعت، جلد 1، حصہ اول، روایت کا بیان، صفحہ 264-265، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ۔

چنانچہ محقق اہلسنت شیخ علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری حنفی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (متوفی 1014ھ) اپنی کتاب "مرقاۃ المفاتیح" میں اس حقیقت کو بیان فرماتے ہیں کہ: "إِذْ مِنَ الْقَوَاعِدِ الْمُقَرَّرَةِ أَنَّ الْعُلَمَاءَ وَالْأَوْلِيَاءَ مِنَ الْأُمَّةِ لَمْ يَبْلُغْ أَحَدٌ مِنْهُمْ مَبْلَغَ الصَّحَابَةِ الْكُبَرَاءِ"۔<sup>(24)</sup> یعنی، یہ ایک طے شدہ قاعدہ ہے کہ اُمت کے علماء اور اولیاء میں سے کوئی بھی فرد صحابہ کرام کے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتا۔ شیخ الاسلام و المسلمین، امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اسی بات کو تفصیل کے ساتھ یوں بیان فرماتے ہیں: "تابعین سے لے کر تابقیامت اُمت کا کوئی ولی کیسے ہی پایہ عظیم کو پہنچے، صاحب سلسلہ ہو خواہ غیر ان کا، ہر گز ہر گز ان (صحابہ کرام) میں سے اُذنی سے اُذنی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا، اور ان میں اُذنی کوئی نہیں۔"<sup>(25)</sup>

نیز بہار شریعت میں ہے: "کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ کا ہو، کسی صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا۔"<sup>(26)</sup>

صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کا وصف صحابیت ہی انہیں بعد کی تمام اُمت پر برتری، بزرگی، فوقیت اور افضلیت بخشتا ہے۔ حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رَضِیَ

24: مرقاۃ المفاتیح، کتاب الفتن، تحت الحدیث: 5401، جلد 10، صفحہ 32، مطبوعہ: مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ۔

25: فتاویٰ رضویہ، جلد 29، صفحہ 357، مطبوعہ: روضہ فاؤنڈیشن لاہور۔

26: بہار شریعت، جلد 1، حصہ اول، الامت کا بیان، صفحہ 253، مطبوعہ: مکتبہ امدنیہ۔

اللہ تعالیٰ عنہ کو "سلطان الاولیا" معاذ اللہ! صحابہ کرام یا آپ سے بڑے مرتبے والے اولیا کے مقابلے میں نہیں کہا جاتا، بلکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو "سلطان الاولیا" آپ کے مرتبے کے بعد والے اولیائے کرام کے مقابلے میں کہا جاتا ہے۔

### تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ (27)

قارئین ان دس (10) مثالوں ہی کو پڑھ کر اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ مسئلہ کتنا واضح ہے، جسے خواہ مخواہ میں الجھا کر مسلمانوں کے دلوں میں تشویش پیدا کرنے ورا نہیں اُمت کے محسنین سے معاذ اللہ! متنفر اور دُور کرنے کی سعی لا حاصل کی جاتی ہے۔ اس موضوع پر تفصیل سے کلام ہو سکتا ہے لیکن اللہ کریم حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے تَوَانِ شَاءَ اللہُ عَزَّوَجَلَّ یہ دس (10) مثالیں ہی کفایت کریں گی۔ رب تعالیٰ ہمیں اپنے اسلاف سے محبت و عقیدت رکھنے، ان کی تعظیم و تکریم کرنے اور ان سے خصوصی فیوض و برکات حاصل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمِیْن بِجَاوِخَاتِمِ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

طالبِ دعاے عافیت و بخشش

سُکِ دَرگاہِ اعلیٰ حضرت

ابوالحقائق راشد علی رضوی عطاری

بروز پیر، 3 رجب المرجب 1445ھ، مطابق 15 جنوری 2024ء

27 پ: 2، البقرة: 196۔ (ترجمہ کنز الایمان: یہ پورے دس ہوئے۔)



اختتام پر راقم الحروف کی لکھی ہوئی ایک منقبتِ اعلیٰ حضرت پیش کی گئی ہے جس کی ردیف میں لفظ "اعلیٰ حضرت" کی تکرار ہے۔

## منقبتِ اعلیٰ حضرت

از قلم: ابوالحقان مفتی راشد علی رضوی عطاری

اہلسنت کے علمدار ہیں اعلیٰ حضرت

دُشمن دین پہ تلوار ہیں اعلیٰ حضرت

حِفْظ و اِتْقَان کا شہسار ہیں اعلیٰ حضرت

عِلْم و عرفان کا مَکْزَر ہیں اعلیٰ حضرت

نُورِ ایمان سے سرشار ہیں اعلیٰ حضرت

دین کی آہنی دیوار ہیں اعلیٰ حضرت

عاشقِ احمدِ مختار ہیں اعلیٰ حضرت

نُورِ احمد سے ضیا بار ہیں اعلیٰ حضرت

قوتِ دین کا اظہار ہیں اعلیٰ حضرت  
نائبِ سرورِ ابرار ہیں اعلیٰ حضرت

سُنیت کے جو مُخالف ہیں ، مقابل اُن کے  
روز و شب بڑے سر پیکار ہیں اعلیٰ حضرت

دُشمنِ دین کیلئے کلکِ رضا ، تیغِ رواں  
قہرِ بڑے طبقہِ اشرار ہیں اعلیٰ حضرت

بدعقیدہ سے ہیں بیزار بریلی کے رضا  
خوشِ عقیدہ کے طرفدار ہیں اعلیٰ حضرت

اُن سُنّتِ فُضْل و کمالات کے حامل ہیں رضا  
فُضْلِ سرکار کے شاہکار ہیں اعلیٰ حضرت

دُنیا کہتی ہے انہیں عِشْق و مَحَبّت کا امام  
عِشْقِ سرکار سے سرشار ہیں اعلیٰ حضرت

بَحْرِ اُلفت کے شاور ہیں ، مُحِبِّ مولا  
عاشقِ سیدِ ابرار ہیں اعلیٰ حضرت

صُنّتِ سیدِ عالم کے ہوئے عکسِ جمیل  
خُوش ادا اور طرح دار ہیں اعلیٰ حضرت

آل و اصحابِ نبی کے ہوئے سچے خادم  
سرورِ دیں کے وفادار ہیں اعلیٰ حضرت

رہبرِ راہِ خدا ، واقفِ اسرارِ ہدای  
رُشد و عرفان کا مینار ہیں اعلیٰ حضرت

اینٹ سے اینٹ بجا اہلِ فتن کی بُرہاں  
تیرے ہر آن مددگار ہیں اعلیٰ حضرت



